تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیر
الخبر (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

قسط ۲

شادی بیاہ کی تقریبات

کے ضمن میں

ایک اصلاحی تحریک کا جائزہ

لفظِ "ولیمہ" "ولم" سے مشتق ہے۔ "ولم" یا "اوُلم" کا معنیٰ عربی لغت میں "مَأدُبَة" ہوتا ہے جیسے اردو زبان میں "دعوتِ طعام" اور انگریزی میں "FEAST" یا "BANQUET" کہتے ہیں۔[۲۹] ولیمہ کی تعریف بیان کرنے میں علماء مختلف الآراء ہیں، بعض کہتے ہیں کہ ہر خوشی کی تقریب (خواہ شادی بیاہ ہو یا ختنہ و عقیقہ وغیرہ) پر دعوتِ طعام ولیمہ کہلاتی ہے، بعض کہتے ہیں کہ ولیمہ صرف طعام العرس کے لیے خاص ہے۔ اور بعض کہتے ہیں، طعام عند الاملاک ولیمہ ہوتا ہے۔ مشہور ائمہ لغت میں سے ازہریؒ کا قول ہے کہ "ولیمہ "ولم" سے ماخوذ ہے، یہ جمع ہے کیونکہ اس میں زوجین جمع ہوتے ہیں۔[۳۰]" ابن الاعرابیؒ کا قول ہے کہ "کسی چیز کی تتمیم اور اجتماع ولیمہ کی اصل ہے، ہر طعام جو باعث سرور ہو اس پر ولیمہ واقع ہوتا ہے۔ اس کا استعمال ولیمۃ الاعراس میں بلا تقیید ہوتا ہے لیکن دوسرے مواقع سرور کے لیے تقیید کے ساتھ، مثلاً ولیمۃ الاعذار یا مادبۃ وغیرہ۔[۳۱]" قاموس میں ہے کہ: "ولیمہ طعام العرس یا ہر وہ طعام ہے جو دعوت کے لیے بنایا جائے اور اس سے ضیافت کی جائے۔[۳۲]" قاموس کی شرح تاج العروس میں ہے: "ابو عبیدؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابو زیدؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ طعام جو عند العرس بنایا جائے وہ ولیمہ ہے اور وہ طعام بھی

۲۹؎ القاموس العصری از الیاس انطون الیاس ص ۸۱۵

۳۰؎ فتح الباری لابن حجرؒ ج ۹ ص ۲۴۱ و نیل الاوطار للشوکانیؒ ۳۱؎ ایضاً

۳۲؎ قاموس

جو عندالاملاک[33] یعنی عقد التفیعہ کے وقت ہو[34]"، حسن بن عبداللہ العسکریؒ فرماتے ہیں کہ "ولیمہ وہ دعوتِ طعام ہے جو عندالاملاک کھلائی جائے، یہ جمع ہے کیونکہ اس میں زوجین کا اجتماع ہوتا ہے[35]"۔ ابن عبدالبرؒ بیان کرتے ہیں کہ "اہلِ لغت میں سے خلیل بن احمدؒ اور ثعلبؒ وغیرہ کا قول ہے کہ ولیمہ وہ طعام ہے جو عرس یعنی شادی بیاہ کے موقع کے لیے خاص ہو[36]"۔ جوہریؒ اور ابن اثیرؒ وغیرہ نے اس قول پر جزم کا موقف اپنایا ہے[37]۔ ابن رسلان فرماتے ہیں کہ "اہلِ لغت کا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ وہ اہلِ زبان ہیں، لغت کے موضوع اور اہلِ عرب کی زبان، ان کے محاورے اور ان کے استعمال سے بخوبی واقف ہیں[38]"۔ صاحب المحکم کا قول ہے کہ "ولیمہ طعام العرس والاملاک ہے[39]"۔ قاضی عیاضؒ کا قول ہے کہ "ولیمہ طعام النکاح ہے[40]"۔ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں کہ "ولیمہ ہر اس دعوت کے لیے بولا جاتا ہے جو سرور حادث کے لیے ہو مثلاً نکاح یا ختان وغیرہ، لیکن اس کا مشہور استعمال علی الاطلاق نکاح کے موقع پر ہوتا ہے۔ دوسرے مواقع پر اس کی قید ضروری ہے مثلاً یہ کہا جائے: ولیمۃ الختان وغیرہ[41]"۔ ماوردیؒ اور قرطبیؒ نے اس معاملہ میں کافی شدت اختیار کی ہے۔ ان کا قول ہے کہ "ولیمہ کا اطلاق طعام العرس کے علاوہ کسی دوسرے طعام پر نہیں ہوتا۔ دعوت کا لفظ ولیمہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ عام ہے[42]"۔ لیکن امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ "اس معاملہ میں ان لوگوں نے غلطی کی ہے[43]"۔ علامہ ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ "یہ وہ

---

[33] عندالاملاک یعنی بوقتِ تزویج وعقدِ نکاح وزفاف، چنانچہ مذکور ہے: "الملاک والاملاک التزویج وعقد النکاح" (کذا فی المجمع البحار)۔ املاک لڑکی دینے کو بھی کہتے ہیں (کذا فی الصراح)۔ عموماً یہ وقتِ تزویج اور وقتِ رخصتی دونوں مواقع کے لیے بولا جاتا ہے۔ زفاف بمعنی "عروس بخانہ شوی فرستادن" یعنی لڑکی کو اس کی سسرال رخصت کرنا ہے (کذا فی الصراح)۔ اس کے متعلق حکم یوں مذکور ہے: "اذا اتخذ ولیمۃ لزفاف ابنتہ واہدی الناس ہدایا فہو علی ما ذکرنا" (کذا فی الظہیریہ والفتاویٰ العالمگیریہ والطحاویہ) [34] تاج العروس

[35] کتاب الاسماء واللغات [36] فتح الباری ج ۹ ص ۲۴۱ ونیل الاوطار [37] ایضاً

[38] نیل الاوطار [39] فتح الباری ج ۹ ص ۲۴۱

[40] المشارق للقاضی عیاضؒ و فتح الباری ج ۹ ص ۲۴۱

[41] کتاب الام للشافعیؒ وبدر التمام شرح بلوغ المرام للحسین المغربیؒ ومجمع البحار ونیل الاوطار وفتح الباری ج ۹ ص ۲۴۱

[42] فتح الباری ج ۹ ص ۲۴۱ [43] ایضاً

طعام ہے جو عند العرس تیار کیا جاتا ہے [۴۴]۔" علامہ ابنِ قدامہ مقدسیؒ بیان کرتے ہیں کہ "ولیمہ خاص طور سے اس طعام کا نام ہے جو شادی بیاہ کے مواقع پر ہوتا ہے۔ یہ نام دوسرے مواقع و تقاریب کے طعام پر واقع نہیں ہوتا جیسا کہ ابنِ عبدالبرؒ نے اہلِ لغت میں سے ثعلبؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے بعض فقہاء کا قول ہے کہ ولیمہ نام کا اطلاق ہر اس طعام پر ہوتا ہے جو سرورِ حادث کے لیے ہو لیکن اس کا بکثرت استعمال طعام العرس کے لیے ہی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اہلِ لغت کا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ وہ اہلِ زبان ہیں، لغت کے موضوع کو پہچاننے والے اور اہلِ عرب کی زبان سے بخوبی واقف ہیں۔ ۔ ۔ ۔ الخ [۴۵]۔"

علامہ شوکانیؒ نے "نیل الاوطار" میں اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے "فتح الباری [۴۶]" میں معروف اصحابِ لغت اور مشہور فقہاء کے بہت سے اقوال اس سلسلہ میں نقل کئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ بعض علماء کے نزدیک لفظ "ولیمہ" دوسری تمام سرورِ حادث دعوتوں کے لیے بھی مستعمل ہے لیکن خاص طور پر اس شرعی اصطلاح کا استعمال اس طعام کے لیے ہوتا ہے جو عند العرس ہو، جس کے مختلف مراحل عقدِ نکاح، املاک، زفاف اور دخول کے نام سے مشہور ہیں اور اس کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ بلاشبہ یہ دعوت ولائم مشروعہ میں سے ہے۔

اب اس دعوت کے جواز کی علتیں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ ائمہ لغت و فقہاء کے جتنے بھی اقوال اوپر نقل کیے گئے ہیں، ان میں سے کوئی قول بھی اس امر کی وضاحت اور تخصیص نہیں کرتا کہ ولیمہ فقط زوج (یعنی شوہر) کی جانب سے ہی ہونا چاہیئے دلہن یا اس کے والیان کی طرف سے نہیں۔

۲۔ چونکہ یہ دعوت نکاح کے موقع پر ہوتی ہے اور نکاح دونوں جانب سے ہوتا ہے، یعنی مرد اور عورت دونوں جوانب سے، پس یہ طعام بھی نکاح کی طرح عموم کے حکم میں داخل تصور کیا جائے گا۔

۳۔ چونکہ عرس کا عمومی اطلاق عقد اور دخول دونوں پر ہوتا ہے، لہٰذا جو طعام عند العقد زوجہ یا اس کے گھر والوں کی طرف سے کیا جائے وہ بھی لغۃً و شرعاً ولیمہ یا طعام العرس کے

[۴۴] عون المعبود شرح سنن ابی داؤدؒ ج ۳ ص ۳۹۴ [۴۵] المغنی لابنِ قدامہؒ ج ۷ ص ۱
[۴۶] فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۱

عموم میں داخل سمجھا جائے گا۔ کیونکہ عرس فی الواقع عقد ہی ہے۔ اور یہ دعوتِ طعام ولیمہ کی تمام لغوی وغیر لغوی شرائط پوری بھی کرتی ہے۔ مثلاً یہ "ولم" سے مشتق ہے، اس میں اجتماع بھی ہوتا ہے، نیز یہ حادثِ سرور نکاح بھی ہے نہ کہ برمحل شرور و مصائب، جیساکہ مذکور ہے: "لِاَنَّہٗ مَشْرُوْعٌ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ"[۴۷]

۴۔ اس دعوت کے جواز کی ایک علت شریعت کا وہ کلیہ بھی ہے، جسے علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

"اگر کسی خاص چیز کے متعلق کوئی مخصوص نص موجود نہ ہو تو وہ چیز بطریقِ عموم دوسری عام دلیل کے حکم میں داخل سمجھی جائے گی"[۴۸]

پس اس دعوت کو ولیمۃ العرس، ولیمۃ النکاح، طعام العرس یا کچھ اور کہا جائے، اس پر ولائم مشروعہ کے عمومی حکم کا اطلاق ہوگا نہ کہ ولائم مخالف للشرع کا۔

۵۔ دلہن کے گھر بوقتِ نکاح جانبین کے جو احباب و رشتہ دار اور باراتی جمع ہوتے ہیں، اکثر ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مسافتِ بعید طے کرکے آئے ہوتے ہیں، جو شرعاً "زور" کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ قریبی علاقوں یا اسی شہر کے ہوں وہ تمام بھی مہمان (ضیوف) میں داخل ہیں۔ "زور" و "ضیف" کی مہمانی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

"اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[۴۹]

"تمہارے پاس دور سے آنے والے شخص کا (مہمانی و مدارت اور اکل و شرب میں) تم پر حق ہے۔"

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ"[۵۰]

"جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔"

[۴۷] کذا فی فتح القدیر [۴۸] فتح الباری لابنِ حجرؒ [۴۹] صحیح بخاریؒ مع فتح الباری ج ۴ ص ۲۱۸ [۵۰] صحیح بخاریؒ مع فتح الباری کتاب الادب ج ۱۰ ص ۴۴۵ وکتاب الرقاق ج ۱۱ ص ۳۰۸ و صحیح مسلمؒ کتاب اللقطہ باب ۳ وکتاب الایمان الیواب ۷۷، ۷۵، ۷۴ و سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود کتاب الاطعمہ ج ۳ ص ۳۹۷ و جامع الترمذیؒ مع تحفۃ الاحوذی کتاب البر باب ۴۳ وکتاب القیامہ باب ۵۰ و سنن ابن ماجہؒ کتاب الادب باب ۵ و سنن دارمیؒ کتاب الاطعمہ باب ۱۱ و موطا امام مالکؒ

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

"ضیف" کی مہمان داری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ یہ ایک اہم سنتِ ابراہیمی ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے پتہ چلتا ہے:

"كَانَ إِبْرَاهِيمُ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ"[۵۱]

"حضرت ابراہیمؑ وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے مہمان کی مہمان داری کی تھی۔"

اور سنتِ ابراہیمی کی اتباع کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا"[۵۲]

"پھر ہم نے وحی نازل کی آپ پر (اے نبی، صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اتباع کیجئے ملّتِ ابراہیمؑ حنیف کی۔"

محدثین کرام نے مہمان کی ضیافت کے متعلق اپنی تصانیف میں مستقل ابواب قائم کئے ہیں، مثلاً "بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ"[۵۳]، "بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ"[۵۴] اور "بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ"[۵۵] وغیرہ، ان ابواب کی موجودگی بھی اس چیز کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔

لہٰذا جب مہمانوں کی خاطر و مدارت تقریبِ شادی کے بغیر بھی سنت و مستحب قرار دی گئی ہے، تو بروقتِ شادی، جو کہ حادثِ سرور ہے، مہمانوں کی ضیافت بدرجۂ اولیٰ سنت اور اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

۶۔ یہ دعوتِ طعام اس لحاظ سے بھی مشروع اور باعثِ خیر و برکت ہے کہ اس میں اپنے مسلم بھائیوں اور دوست و احباب کی ضیافت اجتماعی طور پر کی جاتی ہے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِي"[۵۶]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ طعام وہ ہے جس کو کھانے والے بکثرت

کتاب صفۃ النبیؐ باب ۲۲ و مسند احمد بن حنبلؒ ج ۲ ص ۱۷۴، ۲۶۷ و تنقیح الرواۃ ج ۳ ص ۲۱۴ وکذا فی الجامع الصغیر والمشکوٰۃ المصابیح ونیل والسراج المنیر وغیرہا۔ [۵۱] مؤطا امام مالکؒ کتاب صفۃ النبیؐ باب ۴ [۵۲] سورہ النحل آیت ۱۲۳ [۵۳] صحیح بخاریؒ مع فتح الباری کتاب الادب ج ۱۰ ص ۵۳۱ [۵۴] ایضاً ج ۴ ص ۲۱۷ و ج ۱۰ ص ۵۳۱ و سنن ابنِ ماجہؒ کتاب الادب باب ۵ [۵۵] صحیح بخاریؒ مع فتح الباری کتاب الادب ج ۱۰ ص ۵۳۴ [۵۶] رواہ ابو یعلیٰؒ فی مسندہ وابن حبانؒ والبیہقیؒ والضیاء المقدسیؒ والطبرانیؒ فی الاوسط۔

(جمع) ہوں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی اسناد میں راوی عبدالمجید ابن رواد موجود ہے جو ثقہ تو ہے لیکن اس میں تھوڑا ضعف پایا جاتا ہے۔"[۵۵]

بعض دوسری احادیث میں بھی بوقت اطعام طعام، اجتماع کی تاکید ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے: "وَاجْتَمِعُوْا اِلٰی طَعَامِکُمْ"[۵۶] اور "کُلُوْا جَمِیْعًا"[۵۷] وغیرہ۔ لہٰذا بعض محدثین نے "بَابٌ فِی الْاِجْتِمَاعِ عَلَی الطَّعَامِ" کے عنوان سے مستقل ابواب بھی قائم کیے ہیں۔

۷۔ اس دعوت کی مشروعیت کے لیے مندرجہ ذیل احادیث پر غور کرنا بھی مفید ہوگا کیونکہ ان میں اطعام طعام کو جنت میں جگہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہے:

(ا) "عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُمَکِّنُکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ اِطْعَامُ الطَّعَامِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَطِیْبُوا الْکَلَامَ"[۶۱]

کہ "اے بنی عبدالمطلب، کھانا کھلانا تمہیں جنت میں جگہ دے گا۔ لہٰذا کھانا کھلاؤ اور پاک کلام کیا کرو!"

(ب) "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْحَارِثِ یَمُرُّ بِنَا فَیَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تُوْرِثُوا الْجِنَانَ"[۶۲]

یعنی کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ تو تم جنتوں کے وارث بن جاؤ گے!

(ج) "عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَدِّثْنِیْ بِشَیْءٍ یُوْجِبُ لِیَ الْجَنَّۃَ قَالَ یُوْجِبُ الْجَنَّۃَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ" وَفِیْ رِوَایَۃٍ "وَحُسْنُ الْکَلَامِ"[۶۳]

۵۵؎ مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۵ ص ۲۱ ۵۶؎ سنن ابوداؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۲۰۶ والمنذریؒ وابن ماجہؒ ۵۹؎ رواہ الطبرانیؒ فی الکبیر والاوسط ولکن ابوالربیع السمان فی الاسناد الکبیر ضعیف والبحر السقاء فی الاسناد الاوسط ضعیف ایضاً کما قال الہیثمیؒ فی مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۱ ۶۰؎ سنن ابوداؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۲۰۶ وغیرہ ۶۱؎ مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۵ ص ۱۶-۱۷ ۶۲؎ رواہ الطبرانیؒ ۶۳؎ ایضاً باسنادین۔

یعنی کھانا کھلانا، سلام کو پھیلانا اور حسنِ کلام جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

ان تینوں روایات کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اوّل الذکر حدیث میں ایک راوی عبداللہ بن محمد العبادی ہے، جسے میں نہیں جانتا کہ کون ہے، اس کے علاوہ روایت کے باقی تمام رجال رجال الصحیح ہیں ثانی الذکر حدیث کے تمام رجال رجال الصحیح ہیں۔ اور ثالث الذکر روایت، دو اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہے، جس میں سے ایک اسناد کے رجال ثقات ہیں۔"[۶۴]

۸۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو دعوت میں مدعو کرے اور وہ بلا کسی عذر شرعی کے اس میں شریک نہ ہو، تو ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعید بیان فرمائی ہے، اس کا ذکر تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس طرح فرمایا ہے:

"فَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ"

یعنی "جو دعوت میں (بلا عذر) شریک نہ ہوگا اس نے گویا اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ الخ"[۶۵]

اس موضوع کی بعض اور تاکیدی روایات اس طرح ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ"[۶۶]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو دعوت دی گئی ہو اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔۔۔!"

"وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ"[۶۷]

"حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے، خواہ کھائے یا نہ کھائے۔"

۶۴؎ مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۵ ص ۱۶-۱۷ ۶۵؎ شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں۔ الخ ص ۹ ۶۶؎ سنن ابی داودؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۹۵ ۶۷؎ رواہ احمدؒ و مسلمؒ و ابوداودؒ و ابن ماجہؒ۔

"وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ"[68]

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے، پھر اگر روزہ دار ہے تو دعا کرے اور اگر روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے"

"وَفِي لَفْظٍ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ"[69]

"ایک لفظ یہ ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے تو وہ اس کو قبول کرے۔"

ان تمام احادیث کے الفاظ واضح طور پر بتلا رہے ہیں کہ ان میں لفظِ "دعوت" اپنے عموم کے لحاظ سے ہر قسم کی مشروع دعوت کے لیے عام ہے، ولیمہ کے لیے خاص نہیں ہے۔ اگرچہ ولیمہ کی دعوت کے لیے بھی اجابت کا یہی حکم بعض دوسری احادیث میں اس طرح مذکور ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ"[70]

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ بدترین کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں مالدار بلائے جاتے ہیں اور مسکین لوگ چھوڑ دیئے جاتے ہیں، اور جس نے اس دعوت میں شرکت نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔"

"وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَ

[68] رواہ احمدؒ و مسلمؒ و ابوداؤدؒ [69] رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد [70] سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۹۶ واخرجہ البخاریؒ و مسلمؒ والنسائیؒ ایضاً۔

يُدْعىٰ اِلَيْهَا مَنْ يَّاْبَاهَا وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔"[1]

"ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین کھانا وہ ولیمہ ہے کہ اس میں آنے والے کو روک دیا جاتا ہے اور نہ آنے والے کو بلایا جاتا ہے۔ جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ کی اور اس کے رسول ؐ کی نافرمانی کی۔"

"وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَاْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَيَاْتِيْهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔"[2]

"حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی ولیمہ کی دعوت دے تو اسے قبول کرلو۔ حضرت ابن عمرؓ ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں تشریف لے جاتے تھے، حالانکہ روزہ دار ہوتے تھے۔"

"وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا۔"[3]

"جب کسی کو ولیمہ میں بلایا جائے تو اسے اس میں جانا چاہیے۔"

"وَفِيْ لَفْظٍ: اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ۔"[4]

"ایک لفظ یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو شادی کے ولیمہ کی دعوت ہو تو اسے قبول کرلے۔"

"وَفِيْ لَفْظٍ: مَنْ دُعِيَ اِلٰى عُرْسٍ اَوْ نَحْوِهٖ فَلْيُجِبْ۔"[5]

"ایک لفظ یہ ہے کہ جس کسی کو ولیمہ وغیرہ کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلے۔"

"وَفِيْ لَفْظٍ: اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ۔"

۱؎ رواہ مسلم ۲؎ متفق علیہ ۳؎ متفق علیہ و سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۹۴ ۴؎ رواہ مسلم ۵؎ ایضاً ۶؎ سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۹۵

"ایک لفظ یہ ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے تو وہ اس کو قبول کرے خواہ وہ شادی کی دعوت ہو یا شادی جیسی کوئی اور دعوت ۔"

کبار محدثین نے اپنی تصانیف میں اس موضوع پر مستقل ابواب باندھے ہیں، جس سے اس امر کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ چند مشہور ابواب اس طرح ہیں: "بَابُ حَقِّ اِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ"[۷۷]، "بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ"[۷۸]، "بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهٖ"[۷۹]، "بَابُ مَا جَاءَ فِي اِجَابَةِ الدَّعْوَةِ"[۸۰] اور "بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِيْ"[۸۱] وغیرہ!

(جاری ہے)

۷۷؎ صحیح بخاریؒ مع فتح الباری ج ۹ ص ۲۴۰ ۷۸؎ ایضاً ج ۹ ص ۲۴۴ ۷۹؎ ایضاً ج ۹ ص ۲۴۶ ۸۰؎ سنن ابی داؤدؒ مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۹۲ ۸۱؎ منتقی الاخبار لابن تیمیہؒ مترجم ج ۲ ص ۲۱۳

شعر و ادب

جناب اسرار احمد سہاوری

"حمدِ باری تعالیٰ"

وہ رونقِ خیال بھی غم کی دوا بھی ہیں
یادوں کے نغمہ زار میں دل کی صدا بھی ہیں

وہ دل کا مدعا بھی غمِ جاں فزا بھی ہیں
مہرِ سکوت بھی ہیں میرے ہمنوا بھی ہیں

دل داریوں میں ان کا مقابل نہیں کوئی
وہ رونقِ بہارِ دلِ ماسوا بھی ہیں

عالم پہ ہیں محیط انہی کی نوازشیں
ہر ابتدائے درد کی وہ انتہا بھی ہیں

پوشیدہ ہیں دلوں میں غمِ جاں کے بھیس میں
اور کاروانِ زیست کی بانگِ درا بھی ہیں

غمہائے روزگار کے ہیں فاصلے بہت
تاہم وہ دلربا ہی نہیں غم رُبا بھی ہیں

آرائشِ جمال ہیں ان کی صباحتیں
میرے خمارِ شوق کی وہ انتہا بھی ہیں

ہیں استوار وعدۂ روزِ ازل پہ ہم
لیکن ستم کشِ نظرِ ماسوا بھی ہیں

اسرار رائگاں نہیں اس در کی برکتیں
وہ عفو کوش بھی میرے دل کی دعا بھی ہیں